



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي توتّر بذاته وتجد بصفاته - و تقدس به حجج سبحانه - وتمنزه عن النقص  
 وسماته - وتجلل آثار جلالة من مبالي سطواته - وقالا انوارها الالام من جبين جليله ونباته  
 والصلوة على منظر الانام من تعانته - ومصدر فضله الاعظم من نعمته ولله در ان البقية حيث تلي  
 يرحمك الشمس البانعة مشعر المنة ان الله اعطاك صفة جدي بكل ملكة نبانية  
 فانك تسمن والملوك كركب + اذا طغيت لم يلد من فوقك كركب + والبررة اسخرة  
 كلمات وصحة الرقة الفتنة بغزاة + ما بعد يس ثمانية صا قيدا الى السلام فمعه صاسو لو اعظم  
 خفيك المصطفى ومعتق نرحو ان اليا من ايك رسالة سمي شباب ثاقب بحجاب صمصا  
 قادمي نظره انما معلوم هو انك من فرقك اناس كركوب ملوك شجون انظر انك انما  
 بين - اور به لوگ بجز انساني سے اعلیٰ کتب اناس شفیق یوم الباس ہیں - اور فرمود انکا  
 انکا کلمہ ہے تہید رسالہ میں جن شیاؤ کا انکار ہانی انکار ہو اور انکی قابل پر شدہ و قدس عن  
 ملین کرتو ہیں - و وجہ انشیا بلکہ بزرگ بیان بہت کچھ کلمات و مقولات انکی رسالہ میں انہا  
 میں درج ہیں - اور انکی تصنیفات جو انکو لازم کرتے ہیں - قوالہ کہتو ہیں کہ رسول خدا صلیم  
 نے ایسا نبیر جیسو بغیر کی جہلی علی ہوئی تھی کہا یا انکو کہ چہر کو سوسلے اور کاپانی کھا سکتا  
 نبیا جانے کا چون معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان سب باتوں کے جواب میں اناس ہی ہیں کہ چوکے پندار  
 کی لعنت ہے اور انکی سوجھ بوجھ اور انکی کفر جانتو ہیں - الحجاب جب خدا کی نعمت آدمی پر نازل  
 ہوئی تو وہ بلا احتیاج انکو آپ پر لعنت کرنے لگتا ہے چاہے ہم لعنت اللہ و املاک اللہ و اناس











سلاطین اسلام خود را بعد از ائمه مجتهدین کے پیش منہ و مجتہدین دلی الامر میں پس منہ و اتباع کا  
 حکم قطعی قرآن شریف سے ثابت ہوا کہ عبد اتباع کے نقص میں مخالفت امر الہی کی ہے اور  
 یہ علامت خاص میں ہے میں الہی چاہی ہو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کے قائل تھے کہ  
 اگر کسی کا کسی قطع میں نہ کیا ہو کہ جسکی اطاعت حکم خدا فرض ہے وہی چاہے ہنساف میں  
 اول انبیاء و دوم شیوخ طریقت اور تائید مجتہدین و سوم سلاطین امر اسلام خارج ہو  
 کہ عورت کو اسکی تابعدار ہی فرض ہے پیغمبر والدین کے اولاد کو اسکا اتباع فرض ہو اور  
 شیوخ نظام کو اسکا اتباع واجب ہے اتنی خلاصہ میں شیوخ طریقت ائمہ مجتہدین کے تابعدار  
 چھوٹی اور انکی مخالفت کرنے سے بیکانام قطع ہو اسکی جنگ و صل کا حکم ہے اور فساد فی الارض اس  
 زیادہ کیا ہوگا کہ انتظام دین جو متفق عبادت مجمع عبادت مرحومہ کا تیرہ سو سال  
 چلا آتا ہے و سینکڑی اتفاق دس فرقہ و ایسا دلایا کہ جسکا نام عبد الرسول یا عبد الہی  
 ہو اگر ہر کسی اس نام کا قائم اللیل و صلیح الہی ہو یہ شیخ فرقہ و اسکی دشمنی چاہی  
 ہوں اور کوئی الامام کسی ایسی قطع کرنے ہوں کہ والدین کی اطاعت (جو واجب ہے) بالکل  
 خالق کہ اسکو مشرک کہتے ہیں ایسا حدیث میں صلی صلوٰۃ و سب قبل قبلہا خیال ہے  
 شک ان تینوں میں اور اس میں حقیقی کو مشرک بتاتے ہیں تھا خیال نہیں کرتے کہ من کی کلام  
 کا چنانک ممکن ہو عمل نیک نہ کرنا چاہی اور عبد الرسول کے معنی تو کسی طرح مشرک نہ ہوگا  
 نہیں کہ بہرہ میں تو یہ اسلام ہو کہ عبد کا لفظ احادیث نبویہ میں بمعنی محب  
 دوست کو آیا ہو و یکہو تعس عبد الدنیا و عبد الدنیم تعس عبد الخبیث و حضرت رسول  
 صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے پیچیدہ کا دوست ملا کہ ہو اور علوی کا رہا شوق ہی  
 ملا کہ ہو عبد الرسول میں پیچیدہ مراد انیسویں کیا ہے تبارک بلکہ اہل اسلام کی نیت میں یہی  
 مراد ہوتی ہیں قریشی لفظ رسول کا کافی ہے کہ جو قائل رسالت کا ہو یقیناً وہ قائل الہی  
 ہو و لگا کر اگر اور رسول صلعم کو خدا نہیں جانتا بلکہ اسکا نہ رسول نہ اعتقاد کرتا ہو

اور باقی احادیث جو رسالہ والا لایا جو وہی حدیث عبد الرسول کو مشرک کہنے والا ایک مشرک  
بتائی ہیں اور اس فقرہ والوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ تقلید تبعہ میں تو سید عبد اللہ  
کو مشرک کہنا اس فقرہ چاروں کو قائل کو کافر ہند ہو رہا ہو سکتا ہے چنانچہ اس فقرہ کی تائید میں  
تو سارا زور صرف کر کے اپنی دین و بدلا کلمہ اس فقرہ کی جواب دیا اور احادیث اکہدین خود  
موافق مطلبین یا مخالف۔ حدیث شریفہ میں ارادہ کرنا ہمارا اصل قائل لا یدیک کا وقت  
بجاء احمد ہمارے جو شخص جو یہاں کو کافر کہہ وہ کفر مابین میں بتائے کہ وہ میں لگایا قائل  
کافر ہو گا یا مقول کہ اب جائز ہے کہ علی العموم تقلیدین آئمہ مجتہدین کو مشرک کہنا اور عقل  
میں ایسا کلام اور معنوں میں خدا کو مشرک کر کے سب کو یہی تیرا سنا، لکن کوئی اہل اسلام سنا  
کی بات کہیگا عاقلانہ کلام کو فہم میں قبول نہ آتا اب میں کیا فقور ہے۔ قولہ در مختار  
اور بجز اور در حدودی شیعہ اشباہ و من کاہا ہو کہ کسی مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہو جب تک  
اوسکی کلام کی تاویل صحیح ہے اور ایسی بات کہنے والی کسی کفر خلاف ہو اگرچہ خلاف اول  
قول ضعیف ہو۔ الجواب بہرہ دایات تقویت الایمان البیو کا کفر کہنے سے نہیں بچا تین کہ  
اس کتاب (تقویت الایمان) کے کفریات قابل تاویل نہیں۔ قال فی البحر من  
بکلمۃ الکفر لا لگا اولاً علی کفر عند الكل ومن تکلم بہا علیہ عالم کفر عند الكل ومن تکلم  
اختیاراً جائلاً بانہا کفر حقہ اختلاف انتہی شامی یعنی جو شخص کلمہ کفر کا نہ لگا و لہذا  
وہ سب کلمہ کو تنبیہ کافر ہے۔ اور جو شخص دہشتہ و قصہ ایسا کلمہ کہو وہ بھی کافر  
کے نزدیک کافر ہے۔ اور جو اختیار کو لے لے نہ یہ نہیں جانتا کہ یہ کلمہ کفر ہے تو وہیں اصل  
ہو فہما لکن بموجب حدیث شریفہ قلوا المؤمنین خیر کے محل اسکا موافق عقائد اہل  
کی لکنا چاہو اور یہی معنوں میں ان روایات کو جو مخالف شیعہ علمائے پیش کے ہیں کہ  
تاویل اور عدم افتاء کفر اسکی نسبت ہو جو کلمہ کفر کے معنی نہ جانتا ہو ورنہ عالم کے کفر  
جو بڑی فکر و تامل سے دہشتہ کفر ہوتا ہے قابل تاویل نہیں۔ جیسا تقویت الایمان



والا ایک آیت باحدیث شریعہ و سبوحہ و ہی عوام کہہ کر۔ فائدہ کتاب میں پنجواں فی الضمیر کو  
مشرع و لفظ کہتا چلا جاتا ہو۔ اب اسکی کلام کی دلیل نا جائز ہو۔ بلکہ اسکی پاسداری  
میں مفسر متخلف وین اور متخاص شان سید المرسلین کے ہے۔ جیسا کہ اس سال  
والے نے اسکی پاسداری میں اُتار کر یہ لفظ کھینچ کر تفسیر بالراسی کر کے عرش  
نیل دیا۔ اور بلا کہ خدا و رسول خدا کے نزدیک منغوض بن گیا۔ اسکی تفصیل دہی گی۔  
اور چار والے فقرہ کی تائید میں تفسیر بیضادی وغیرہ و سبوحہ کہنا اعتقاد غلط کرتا  
ہو اور باد صفت اعتقاد کے آگے اسلام کرتا ہو قولہ آیت اول وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا  
سُبْحَانَ اللَّهِ بَلْ لَمْ يَكُنْ فِي مَنَاقِبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلِّ لَهٍ قَائِلُونَ دوسری آیت  
عَالَمُ اللَّهِ إِلَهٌ وَاحِدٌ مَعْبُودٌ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَمْ يَكُنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ  
شِرْكَى أَنْتَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا مَبْغَضًا هُوَ الْغَنَى لَهُ مَالِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ  
إِنْ هَذَا كُفْرٌ مِنْ مُطَّالِبٍ بِهَذَا أَفَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ  
چوتھی آیت لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اور پہلی آیت  
کی تفسیر میں تفسیر بیضادی و رازمی و ابو السعود و حاشیہ بیضادی سے نقل لایا کہ انہا  
جاوہر الدینی بغیر اولی العلم تحقیق انہم بیضادی السنتہ ثانیہ یہاں کیف جاوہر الدینی  
بغیر اولی العلم صح قولہ قائلون جواب کا نہ جاوہر الدین میں تحقیق انہم اکبر انہما  
جہی بار الحقہ بغیر اولی العلم تحقیق انہم و انہما بکمال بعدیم مانیدہ لی بعض متہم  
ابو السعود انہما جاوہر الدینی بغیر اولی العلم عقلاً وغیر ہم مع تغلیب قائلون  
تحقیق انہم ہوا والدین جہودہ ولد اللہ وانہم فی جنب غلبہ تعالیٰ مساویت  
الافہم صحابی عدم الصلاۃ لاشکال اولیہ انتہی حاشیہ بیضادی الجواب مخالفانے  
پیش کردہ رشوسو پنجوں کی بات کو ان تفاسیر کے مطابق بنایا اور انہی قائلانہ کہ متہم  
ان تفسیر کا قرار دیا۔ یہ سب غلط و خطا ہو۔ سنو تفسیر میں صرف ایک کتاب لکھا گیا ہے



کہ کلام کا جو عند بعض ائمہ لائحہ محض بغیر اولیٰ العلم ہے یہاں کیوں لائے حالانکہ  
 مَا فِي الشَّهَادَاتِ كَلَامٌ رَاضٍ بِهِ وَفِي الْقَوْلِ وَغَيْرِ ذِي الْعَقْلِ مَرَامٍ مِنْ رُوحٍ بِهِ بِرُوحٍ كَلِمَةٍ  
 جو مختص بغیر ذوی العقول ہے اس میں ذوی العقول کو مرجع قرار دیکر بغیر ذوی  
 العقول کو

عیسیٰ و عذیر لکھا کہ علیہم السلام کو خدا کا بیٹا اور بیٹیاں کہتی تھیں اور کو خدا کا سہوتا بہو کہ باپ  
 و بیٹی میں مناسبت و مشابہت نسبت یا نوعیت کے بغیر ضروری اور یہ مناسبت عیان مقصود ہے  
 بلکہ کل مخلوق میری ملک ہے اور کلمہ بامین سب مشمول ہیں۔ اور یہ اعتقاد ولایت  
 کا جو مختص شہیت اور مشرک فی اللہ ہے کہ جو اور کفار کے اذنان میں مناسبت مستقر  
 تھی اس شان کی تحقیر کا اشارہ ہے کہ یہ خیال چہ نسبتہ از احسان خدا کی اور کلمہ اذان میں  
 جاگیر ہو گیا ہو کفر ہے اور یہ مشارکت سے اللہ الوہیت قبیح امر ہے۔ اور اس قیامت کو ان کے  
 اذنان میں سطور پر چھایا کہ یہ مناسبت مناسبت بین الواجب والمكن ناممکن ہے اور اس  
 عدم صلاحیت میں احسان و ادراج مساوی ہیں و حاجت موجب غایت و صفا الوہیت  
 کے نہیں اور حقیقت باعث عدم قابلیت کے غیر متصور ہیں ان تفاصیر تحقیر شان سے  
 و نبوت و ولایت کو کلمہ بجز قبول کیا کہا جاوے۔ اور اس کی بغیر مذکور کو دیکھو صفا  
 لکھا ہے کہ ایذا کا کمال بعد ہم عالم ہوا لے بعض منہم اپنے لفظ کا واسطہ آگاہ کرنے  
 اس بات کو کہ یہ کفار جبکہ خدا کے لفظ کا بیٹا اور بیٹیاں قرار دیتے ہیں کہ ذات اس  
 نسبت بہت دور ہیں۔ یہ شان الوہیت کی ہے اور ان کی ذات ممکنات معدومہ  
 ہیں جو شان کے کفار کے اذنان میں نسبت خاصان خدا کی تھی اس کی تحقیر کا اشارہ ہے  
 بغیر میں نکلتا ہے اور شان کی تحقیر کا جو مومنین کے دلوں میں مستقر ہوا وہ اس شان  
 کی تحقیر ہے جو عند اللہ اذن خاصان خدا کی نسبت و حاجت و رسالت و محبوبیت  
 و صفات کی متعلق ہے۔ سبحان اللہ خدا تعالیٰ کی کام کو اس فرقہ نے اپنی سبک افشائی





زمین فرمائی اور عموماً سب کو بتوں کا عاجز فرما دیا (الجبواب بمخالف کر اس تقدیر سے  
 سب کے کھل گئے کہ یہ خیال لمحو انداز کے دل میں مرکوز ہو کہ جلد انبیاء اور اولیاء  
 وغیرہ کو جس اور پیدہ کھلے دوزخ کا آئندہ ہیں تاہم اور بیت سعدی علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 بنا کر آئیے شریف کو کبریٰ اور سب لاکر نتیجہ یہ نکالا کہ سب نبی اور ولی پیدا اور دوزخ کا آئندہ  
 ہیں انبیاء و صحبہ کا مطلب سعدی دیگر است درہ تو بطور صوفیہ کہ اہم کی توحید تعالیٰ کا بیان  
 میں میں پیش کل عالم مملوٹ الغفل ہے اور میں جن انات نباتات اور حیوانات سادہ ہی ہیں  
 سب کے افعال فعل ہی تعالیٰ کے ہیں مخلوق کا فعل و حقیقت لاشیء ہے واللہ خلقکم  
 و ما تموتون انک فیہ خدا کے مملوٹ پیدا کیا ہے اور تمہارے کاموں کو یعنی اللہ تمہا خالق الالشیاء  
 و خالق الانفال پر بندہ مجبور اور مقدم ہے اس کے لحاظ سے اور قدرت ایجاد و فعل کنہیں اگر ان  
 پر رگان و بیج توحید ذاتی کا بیان ہو گئے تو خدا جلنے کیا سمجھو گے وہ تو صانع و مالک  
 ہیں مافی الدین اللہ یعنی وہ گہاں میں خدا ہر خدا ہر سے کل فانی لکون ہم اور جیسا  
 در حکومت الہیہ اور ظلال کو یعنی جو کچھ جہاں میں ہے وہ ہر ہر امر ہر یا خیالی صورت  
 ہر یا انسان میں مکتوب ہے جو میں یا سایہ میں بیت سعدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نوات انبیاء  
 و اولیاء کہ جنہیں تکلم عظیم القوۃ ہونا اور خیر اور ذلیل ہونا اور چیز ہے معاذ اللہ کہ عید  
 کو تمہارا ایسا ہی تصور کیا ہو اور جلد قرآن شریف کو بھی دوزخ کا آئندہ میں عقائد کیا ہو گا  
 جسکی شان میں آیات اور احادیث واروہ میں کہ انہی زائر اللہ قاری کو آگ بھر پار میں  
 اور دوزخ سے نجات دلاؤ دیگر اس سے زیادہ کیا کفر ہو گا کہ انبیاء اکرام کو ہر فرقہ کے دوزخ کا  
 آئندہ میں تصور کر کے فاجتہاد اور جس کا حکم سب کو بنایا یعنی انبیاء و اولیاء کے چھوڑ کر ان کو دور ہو  
 اور جواب میں لازم دوسرے کی یہ کہتا ہر قولہ تقویت الایمان والیکم اصل عبارت یہ ہے  
 جو چیزیں اللہ تعالیٰ اپنی ہر ہر خاص کی ہیں اور اپنی خودی کی ذمہ پر نشان بندگی کے  
 ہیں وہ چیزیں اور کسی کی ہر ہر کہنے جیسے سجدہ کرنا اور اسکے نام کا جانور کرنا اور اسکو

منت مانتی اور شکل کی وقت نکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف ثابت کرتی  
 سورن باتون سو شرک ثابت ہو گیا کہ پھر اسکو اللہ ہی چھوٹا ہی سمجھو اور اسیکا مخلوق اور  
 اسیکا بندہ بنا اور اس میں دلیا اور انبیاء اور جن و شیطان اور بیوت اور سی بین  
 کچھ فرق نہیں ہیں جس کوئی یہ سمجھ لے کہ سو شرک ہو جا گا۔ خواہ انبیاء و اولیاء و کرام و  
 پیروں اور شہیدوں کو سو خواہ پتو اور پر سر کرے۔ فقط الجواب جو چیزیں تقویت یل  
 والیں خاصہ اللہ ہی ہیں وہ خاصہ انہیں اور نہ کہیں خدا تعالیٰ اپنی و ہر خاص خاص ہی  
 ہیں و اول سجدہ ہر سو وہ مطلق خاصہ خدا نہیں اگر سجدہ ہو تو سجدہ عبادت ہے  
 نہ سجدہ تحیت شریعہ سابقہ بین الخی و جائز تھا۔ اور حکم خدا اجلد ملائکہ نے حضرت آدم  
 علیہ السلام کو کیا جس نے کیا وہ شیطان ہوا و اذ قلنا لا تعبدوا الا لیلا اسجدوا  
 لآداه قسین و قال ابلیس اور حضرت یعقوب علیہ السلام حد فرزندان کے حضرت  
 یوسف علیہ السلام کو سجدہ تحیت کیا تھا وہ قوم انور علی العرش فرشتوں کا سجدہ ایسے یوسف  
 علیہ السلام مان اور باپ کو تخت پر بیٹھا یا اور اسکو سجدہ کیوسطہ گرے۔ اور قرآن شریف میں  
 جہان سجدہ خاص خدا کو و اسطرا یا جو وہ سجدہ عبادت کا ہے۔ لایۃ الامر سجدہ تحیت  
 بعد جب احادیث نبویہ کہ حرام ہوا نہ شرک و کفر کیونکہ شرک و کفر سے قبل انبیاء و اولیاء  
 ہیں۔ اور شرک کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا اور نہ اللہ تعالیٰ نے کہیں شرک کا حکم کیا  
 اگر مطلق سجدہ شرک ہوتا تو اللہ ملائکہ کو کیوں حکم سجدہ کا حضرت کیوسطہ کرتا۔ مخالفہ  
 یہ سمجھا کہ سجدہ تحیت کا غیر خدا کو و اسطرا اور شرک کہنے والا اسکا کون ہوا۔ و دیکھ  
 و دیکھ کہ انور کرنا ہی شرک نہیں۔ اگر عند اللہ ہم سجدہ کی باسم فلان کہا جاوے  
 تب وہ جائز حرام ہوتا ہو اور اچ من قال لا الا اللہ و ظل الجنۃ میں داخل ہے۔ اور جانور  
 مشہور بنام غیر خدا چیر عند اللہ ہم سجدہ کی با اسم طیبہ اور اسکو حرام کہنا  
 خلاف کلام اللہ کو کہ کہ نص صریح وارہم فکروا و اتقوا و لا تعبدوا الا اللہ علیہ السلام



اس جانور سے جو خیر خدا کا نام لا جاوے گا وہ اس کا مالک ہوگا اور اگر کسی نے اس کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 جانور سے جو خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا اور اگر کسی نے اس کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 لیکن جو کہ اگر خدا تعالیٰ کے نام لے گا تو اس کا نام خیر خدا کا نام ہوگا اور اگر کسی نے اس کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 صورت نام خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 و صورت میں کل جانور ملکہ کو حرام ہے جو تو مکی کیونکہ وہ سب کا مالک ہے۔  
 بن اور اگر خیر خدا کا نام لے گا تو اس کا مالک ہوگا۔  
 اس نام خیر خدا کے لے گا جو اس سے حرام ہوگا اور اگر کسی نے اس کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 نہیں اس خیر خدا کے نام سے مشہور ہووے جو جب عقدا اس فرقہ کو حرام ہوگا تو مکی۔  
 کہ یہ لوگ اپنی منکوحات کو خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 اسلام کے نزدیک شہر جانور ہو یا کوئی اور چیز تب ہی حلال ہوتی ہے کہ خیر خدا کے نام نہ لیا جاوے گا۔  
 کیجاوے گا مثلاً جب تک کہ وہ اس کے ساتھ رہے اور اس کے ساتھ نہ رہے تب تک وہ حلال ہے۔  
 مرد پر حرام ہے۔ اور عند الاستبراء والاغتیار حلال ہو جاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی وقت تقریباً خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 کہ مطلق نام خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 میں یا جو سمجھا تھا کہ نام خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 پر تیسرا سی سواریاں ہونگی۔ خیال کا مقام ہے کہ خیر خدا کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 ہے اگر صرف اصناف و شہر سے حرمت پیدا ہو جاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ اصناف کیوں  
 فرما کر قرب الی غیر اللہ اخصر ہے اور اصناف تک غیرہ کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا  
 نہیں ہے سلام اللہ علیہ فی من جہلکم و اذقوا بالاحکام ان العہد کا نام نہ لیا جاوے گا تو اس کا مالک نہیں ہوگا۔  
 کہ وہ عہد ویمان پوچھا جاوے گا۔ عہد عام ہے خواہ خدا کو ساتھ ہو خواہ بندہ کو ساتھ۔  
 منصرفین کہتے ہیں کہ ایسا کر عہد واجب ہے خواہ بین العباد و بین اللہ و بین العباد و بین اللہ

و عہدہ کا ایضاً فرستہ بہ ہشتاد و عدد حرام۔ اور شہت مانتی ہی ایک قسم کا عہدہ کہ اگر  
یہ مراد میری برادری تو میں مستدشیر بنی یا یہ جانور فرج کہ کو خلائی بزرگ کو روح کو  
ثواب پہنچاؤنگا۔ یہ عہدہ خدا کے ساتھ جو زمین کی بھر کا شریک نہیں بلکہ ایسا جو اس عہدہ  
واجبہ لازم ہے کہ اگر خلاف وعدہ کرے گا تو مخالف آیات کریم (جو خصوصاً رافضیہ میں  
کا ہوگا۔ اور یہی کیسے بکارتا ہی خاصہ خدا نہیں دیکھو حدیث عثمان بن حنیف کی۔  
مروسی الشریعی النسانی الحاکم و البھاری فی تاریخہ البیہقی فی الدلائل الدعوات و صحیح  
ابو نعیم عن عثمان بن حنیف الانصاری عن اعمی عن ابی النبی صلعم قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یقاتل قتال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیر لک قتال فاعلم۔ غامرہ ان  
فیہ حسن شہود و صحابی کعب بن عجریدہ الدعا و فی الشفاء قتال لہ المطلق فتوصیہ قتال  
کعبین۔ الخ۔ اللہم انی اشک و التوجیہ الیک نبیک محمد بنی الرحمة یا محمد انی التوجیہ  
الے۔ بنی فی حاجتی بہ و تقضی لی۔ اللہم شفعہ فی قتلہ و فصلہ کعبین فدعا ربہ الدعا  
قمام قد البصر کذا فی التواہب اللدنیہ للتسلط انی الشفاء فی حقوق المصلیہ للفقہی  
عیاض و حشرین شرح حسن الحسین القاری و کتاب العواصم الکبیر للسیوطی وغرہ۔  
یعنی عثمان بن حنیف اندلسی سر مروی ہو کہ ایک شخص نے نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر  
ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ خدا ایسا میری طرف دعا کر دے کہ مجھ کو عافیت ہو اور  
کہ وہ میری نصرت صلعم نے فرما کہ تو جاؤ تو میں دعا کروں اور اگر تو جاؤ تو تو میری  
اور یہ صبر میری دعا ہو سو اس عرض کی آپ دعا فرمائی جس حضرت نے اسکو حکم دیا کہ  
فرج و ضرر کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور ان کلمات کے ساتھ دعا کر اور شفاء قاضی عیاض میں  
کہ فرمایا جا و ضرر کر کے دو رکعت نماز پڑھ (دعا یہ ہے جو انوار ثانی میں ہے) سوال کیا کہ  
امد تیر بنی محمد صلعم نبی الرحمة کو نہ دیکھو تیری طرف توجہ بیتا ہوں یا محمد تحقیق میں  
فیرید سواک سب طرف توجہ ہوتا ہوں میں اپنی حاجت کے واسطے کہ۔ و ان کیجا و سواک



با خدا یا تو حضرت کی صفات میں سرسوار ہوں بن منظور فرما۔ پس اس شخص ایسا ہی کیا سو بنیا  
 ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس میں لفظ یا غلطی کا (ایک صریح وارہ جو اور علامہ صاحب شیخ  
 شفا میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور عثمان بن حنیف اور انکو پیشرو گوین کو تعلیم کیا  
 کرتے تھے اور علامہ ابن حجر نے جو ہر مظلوم میں لکھا ہے کہ یہ بات حضرت کی حیات میں اور بعد  
 وفات کو بھی یکساں ہے اور یہو اس سلف کو اس عا کو اپنی حاجات میں بعد وفات بھی  
 کے استعمال لکھا ہے اور ابن حنیف کو حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ میں یہ دعا  
 تھی اور اسکی شکل آسان ہو گئی تھی۔ اور یہ سب کچھ طبری اور بیہقی نے بیان کیا  
 ہے۔ اور یا عباد اللہ ایضاً کی حدیث بھی اس فرق کے برخلاف وارد ہے۔ اور حاضر  
 سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی یہ سچا خاصہ خدا نہیں فلا یظہر علیہ احد الا  
 الرضی من رسول کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم  
 پر جو عبارت امور شریعی اور تکوینی سچے اسو مرضی پدید کو ظاہر کر دیتا ہے اور  
 اولیاء کو اس پر علوم غیبی اس طرح ظاہر کر دیتا ہے کہ انکے قلوب صفا میں عکس فیض کا  
 منعکس ہوتا ہے جسکو فرید سوا موصیہ کو دوسرے حضرات معلوم کرتے ہیں۔ اور قدرت  
 تصرف غیر خدا ہی قرآن شریف میں مخصوص ہے چنانچہ قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام  
 اور لڑنے تحت بقیس میں اسکا بیان واضح ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ بقیس  
 تخت کون لانا ہو حضرت بولا کہ آنکھو پیشو بیجو میں لانا ہوں اس بات کو حضرت سلیمان  
 نے نامعلوم فرمایا۔ اور قدرت تصرف و لایت کو دیکھو کہ یہ سچا غیر انبیاء میں کس طرح  
 کرتی ہے منظور اس لکھا ویرا صاف بن گیا بولا کہ میں شہم جبکہ تو میں لانا ہوں داخل  
 الذی ہذا علم من الکتب قبل ان یرتد ایک طرف ایک یمن چکے پس کتاب کا  
 علم تھا وہ بولا کہ میں تخت قبل اسکو کہ آپ کی نگاہ آپ کی طرف لوٹے اُس تخت کو لانا ہو  
 چنانچہ وہ لایا۔ اس تصرف کی خصوصیت کا کہنا ذکر ہے کہ خاصہ خدا ہے اور حضرت





پہنچی داخل ہو کر جو معامات حضرات متقدمین متعصب حضرات کیلئے اسلام میں برکت  
 رہی ہیں دیکھو آیت پہلی کی تفسیر میں امام فخر الدین نے فرمایا کہ عدی کا نام  
 کا بیٹا عین اس وقت میں کہ رسول اللہ صلعم بھی آیت پڑھ رہے تھے آپ کو پاس پہنچا۔  
 اور کہا کہ اللہ یہ فرماتا ہے اور ہم لوگ تو انکی پوجا نہیں کرتے۔ آپ نے اسکو جواب  
 میں فرمایا کہ کیا تم انہیں کھال کہی ہوئی چیز کو حلال اور انہی کو حرام کہی ہوئی  
 چیز کو حرام نہیں مانتو کہ کتاب اللہ میں اسکا خلاف ہی آگیا ہے۔ کہا ایسا تو ہے  
 فرمایا کہ یہ ہر بھی۔ سب کو سوا اوروں کو رب بنالینا صحیح تھا۔ اچھو ایسا اتحاد ارباب  
 اگر یہی معنی ہیں کہ مخالف تارابعین متقدمین ائمہ مجتہدین پر جہاں میں توبہ میں ہی  
 حکم کس آیت متشکوہ اگر مطلق خلاف کتاب اللہ کو شرک ہو تو جو احادیث مخالف  
 نص قرآن شریف کے آتی ہیں وہیں یہ لوگ کیا کہیں گے اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 شامہ کا فرمایا ہو کہ منہ و دود تو اتھہ تلو و سورو۔ اور حدیث شریف میں موزہ پر سحر کا  
 حکم آیا ہے اب مسیح موزہ پر خلاف امر الہی ہے یا متعال مرکا۔ ہو جب فہم و ادراک ان  
 کی انکو لازم ہو کہ جتنی احادیث مخالف قرآن شریف ہوں سب کو یک قلم اس حکم میں  
 (یعنی شرک میں) داخل کریں اور حدیث جو مخالف قرآن شریف کی ہو اسکی  
 عامل کو مشرک کہیں۔ کیونکہ مسائل قیاسیہ ائمہ مجتہدین کی جب انکو نزدیک شرک  
 قرار پائی اور بعد از انکا شرک مقرر ہوا تو حدیث پر عمل کر چکی شریعت کہاں سے نکلو  
 گی بکایمہ کہ تارابعین و سوا اللہ تعالیٰ تو یہ فرمایا ہو اذیعوا اللہ و اطیعوا الرسول  
 و اولی الامر من بعدہ و نہ تہکم فیہ من بعدہ خدا و خدا کے رسول کی اور ائمہ اسلام کی تابعداری کر  
 اصل بات یہ ہے کہ آیات قرآن شامہ مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث عدی بن حاتم کا مقصد  
 منحصر اس کتاب پر ہے کہ انکو علمائے و فقہاء کلام الہی کی تشریف کر کے ان کے حکام پر  
 احکام مخالف مراد الہی کہیں تو یہ تو اور کہتے تھے کہ ہذا من عند اللہ یعنی یہ خدا کی

طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَكْتُوبُ الْكِتَابَ يَوْمَ الْقِيَامِ  
يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ یعنی عذاب ہو گا تو کہوں

کیونکہ جو لوگ اپنی باتوں کو کتاب کہتے ہیں بہتر تو ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے  
اور قرآن شریف اس تحریر سے محفوظ ہو کہ جبکہ خلق نے لکھا اَلَّذِي كَذَّبُوا وَلَئِنْ لَهُمْ عَذَابٌ  
کے اسکا آپ خدا حامی و حافظ ہو اور اجماع مجتہدین سے ہر بار بعد اپنی قیاس کو ثابت نہیں  
کہتے بلکہ محض کہتے ہیں حتیٰ کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ

تو حدیث مرسل کے بت پرستی قیاس منظر کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ اور قیاس  
منظر کے معنی یہ ہیں کہ ایک حکم اصل سے خارج کی طرف متعدد سی کرنا بسبب اتحاد علت  
حکم اصل کے اور وہ علت علم لغت سے معلوم نہیں ہو سکتی یہ وجوہ جن میں شایاں  
واقعات جرمیہ کا حکم کتاب اللہ و سنت نبوی میں صاف قطعی نہیں آیا۔ اور انکا  
و قوع بعد از زمان رسالت چونکہ تو انہیں صلی حکم کی علت دریافت کر کہ حکم قوع کا  
معلوم کریتے ہیں اگر اصل حکم میں شرائط ملحوظ کہتر ہیں کہ ایک تو مقول لغوی ہو کہ  
جبکی علت بدرک ہو کہ وہ دم تحقیق حاصل نہ ہو اور جواب میں سے الزام کے غرض  
نے ایک حدیث قدسی لکھی ہے۔ **هُوَ لَمْ يَأْتِ بِشَيْءٍ** **لَوْ أَنَّ الْأَوَّلَ وَالْآخِرَ**

**وَأَنَّكَ وَجَدْتَهُ كَأَنَّهُ أَهْلُ النَّفْقِ وَلَئِنْ لَمْ يَكُنْ نَارًا لَدُنِّي لَأَكُونُ بِمِثْلِهِ** **وَأَكُونُ**  
**وَأَكُونُ بِمِثْلِهِ** اور آدمی و جن میں کہ تم میں سے ایک شخص کے بڑے پر بیزار گار۔ ول پر جو  
تو میرے ملک میں کہہ دے یا وہ نہ کر نیلو الجواب اس حدیث شریف سے مسادا کسی کو کہتے  
قلب کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ علی نقی قلب رجل کے معنی معقدین نے یہ ہم  
ہیں کہ جسطرح وہ نقی قلب جل علوم الیہ میں متقلب تھا ہر ویسی ہی یہ بھی ان  
علوم میں متقلب ہو میں اور ثقل فی العلوم الظہریہ مستلزم مساوات و مماثلت  
کو نہیں کیونکہ صریح اکثر کے سینہ میں حضرت رسول کریم نے سار علوم ڈالے مگر

یہ حدیث مرسل کو اگر عام کیا جائے تو



مساوات تو نہیں ہوئی اور نیز مخالف کہتا ہے کہ قولہ تفسیر مفسداوی میں سختی است

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوَلَا اَنْذَرْتُمْ كَيْفَ يَكْفُرُونَ تَفْسِير میں کہا ہے کہ تم کافر ہو جاؤ  
اس میں تحقیق اشد ہے کہ کلمہ کہہ ہی اسکا پکڑنا نہیں ساتھ یہاں فسق کفر الجواب  
آخر میں جدا فرمیں اس فہم دہیان پر اس تفسیر میں کہا ہے کہ جبریل علیہ السلام صلی علیہ وسلم  
حضرت معروض کا تو یہ تھا کہ محمد صلی علیہ وسلم جیسے کہنا سب مخلوق کا حسین شیطان و جبر

ہے یہ ہو سب مخلوق کا شیطان و جبرال کہنا حسین انبیاء و اولیاء کہ ام میں یہ کفر ہے  
کہ خاتم النبیین کا لفظ بجز صادق سے کہہ نہیں کریم صلی علیہ وسلم کے معلومات باری سے خارج ہے

اور یہ کہ کلمہ تو بجا خود اس کے جواب میں تو کسی مفسر میں ہے بلوٹی کر کے زبان  
کہولی اور اگر کسی مخالفت نے ہرزہ درالی کی ہے تو یہ کہہ کر قولہ کہ کونستنا لیسنا فی کل  
حزب ینبذہ نسیب یہاں اگر ہم جانتے تو ہر گز نہیں ایک ڈرا لیا اور یہ کہہ کر اور یہ کہ

تفسیر کبیر ایک دلیل امکان تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا اور کہا کہ تفسیر کبیر میں

ہر کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہر قریہ میں تدبیر مثل مجربہ لہوچ سکتا

ہو اتنی مظلومہ الجواب اس خیال پر یہ لوگ دین جدید کی جو وہ ہو کر ہیں اور اتنا

نہیں سمجھتے کہ شاید صف تدبیر میں اور چیز ہی اور مخالفت اس محمد صلی علیہ وسلم کی خاتم الرسالت

میں اور چیز جتنی رسول و انبیاء گذرے ہیں سب تدبیر و تدبیر و تدبیر کے تو ہو کر ہیں لیکن خاتم

الرسالہ تو نہیں ہے شکیبیت بشریت اور رسالت و نبوت میں اور ہے اور مطلق جو

مختصہ بذات نبی کریم صلی علیہ وسلم میں شامل ہونا اور شرح فقائد میں کہا ہے کہ تمام انبیا و رسل کے لئے

جمع الاوصاف کا نام ہے خلاف معلوم ہر یکا محال ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت

محمد صلی علیہ وسلم پر تمام اوصاف و صفات خیر مطبق فرمائی ہے اور اگر معلومات کے لئے میں جیسے

مکملات میں کوئی روح شامل حضرت صلی علیہ وسلم کے ہو تو جبراً ہر یکا میں کذب لانا آمادہ محال

ہے و یہ تفسیر کبیر تحت آیت کریمہ صلی علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تم کو رسول کریم بنا دیا ہے

کہ اہل سنت نے انکارِ اتفاق پر اسی ثابت و دیگر آیات سے استدلال کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ  
 نے ایک شخص سے خبر دی کہ یہ ایمان لائے گا۔ پس اب اگر اوس شخص کو ایمان صادر ہو  
 اور خبر اللہ تعالیٰ کی کا ذوق ہو جائے گی اور کذب بھی سمجھے۔ اور فعل تبلیغ مستلزمِ جہالت کو  
 ہوتا ہے یا احتیاج کو اور یہ دونوں ذاتِ باری میں محال ہیں صدور ایمان کا اوس شخص سے  
 نیز محال ہے اور اس مطلب کے علم کی صورت میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ  
 نے جانا کہ فلان ایمان لائے گا۔ اب صدور ایمان اوس سے مستلزمِ انقلابِ علم باری  
 بجہل باری ہوتا ہے۔ اور باری تعالیٰ کا جہل محال ہے اور مستلزمِ محال کا محال ہے۔ پس ایمان  
 اوس شخص سے محال ہے۔ یہی اسی مطلب کو وجودِ عدم و نفی و اثبات اور تبدیلِ کلام اللہ  
 کے عنوان میں بیان کیا ہے۔ تفسیر میں پانچ تفاریر ہیں کہ کلام اللہ یا جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ انقلاب  
 باری اور خلاف خبر باری محال ہے اور نیز خلاف علم باری کا غیر مقدم و موقوف تفسیر کرتے ہیں  
 تحت آیہ کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کا ہے اور کلام اللہ تعالیٰ کے کلام باری کے خلاف معلوم عند اہل سنت  
 غیر مقدم و راہِ غیر خلاف الحکمت غیر مقدم۔ اور تفسیرِ نیشاپوری میں تحت آیات  
 مذکورہ لکھا ہے کہ خلاف معلوم عند الشریعہ غیر مقدم۔ اور نیز تفسیرِ کبیر  
 بدیلِ آیت کریمہ لَنْ يَسْمَعَ اللَّهُ وَحَاكِمُ الْبَيْنِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا کہ لکھا ہے علم اللہ  
 نبی بعدی نے خدا تعالیٰ کو جانا کہ کوئی نبی بعدی نہ کریم صلح کو نہیں۔ غرض نقل ان کلام  
 و خلاصہ اقوال اہل سنت سے یہ ہے کہ معلوم کہ نہ محال کا علم و خبر باری سے ہوتا ہے۔  
 اور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خلاف علم باری محال ہے۔ جیسا کہ میدان  
 معرکہ میں معترض نے تقویتِ ایمان کو بظہور پر دکھایا تھا۔ اور تقریرِ دلیل عقلی کے  
 جواب اول میں مخالف نے تین نظیرین پیش کی ہیں قولہ اول خاتم النبیین اور قولہ  
 شَهِدْنَا بِالْحَقِّ فِي كُلِّ فِرَاقٍ دُومَ دَلِيلَاتٍ لَوْ تَخِلْفُونَ وَتُشَاوَرُونَ بِأَجْلِ النَّاسِ  
 أُمَّةٍ وَاحِدَةٍ يَوْمَ يَنْزِلُ الْحَقُّ عَلَيْهِمْ كَلِمَةً لَا يُؤْمِنُونَ اور





ولو شاء ربك لآمن من في السموات والارض كل جماعه وحده  
 اور کہا کہ اگر خلاف خبر و علم باری تعالیٰ کے محال ہوتا تو آیات مذکورہ میں ناقص  
 لازم آئے گا۔ خاتم النبیین اور لو شئنا لبغضائنا من اولاد و اولاد باقیہ بین امتی خلاصہ۔  
 الجواب ہے جن آیات مذکورہ کو صریح میں کلمہ لکھا گیا ہے وہ آیات معارض دوسرے  
 اخبار کی نہیں ہو سکتی کیونکہ کلمہ کو لا تشاء لثانی لا تشاء الاول ہوتا ہو یعنی تو متفق  
 پر داخل ہوتا ہے اشاع شرط کو کا سبب تمام جزاؤں کا ہوتا ہو۔ اگر بدخل کو کا ممکن ہوتا تو  
 آویگا کہ دل خدا ہی ممکن ہو۔ اور تعدد و الہیہ بھی غیر مستح ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کہ  
 اردنا ان یفعلوا الذل و الضلال و ان یفعلوا الذل و الضلال اگر ہم چاہتے تو کہ بیشیا بنا دیں تو آخری پاس سے اسکو بناتے  
 لو کان فیہما الہ الا اللہ لفسد لکون فیہما الہ الا اللہ اگر زمین و آسمان میں خدا متعدد ہوتے تو زمین و آسمان  
 برباد ہوتے بلکہ تو محض سبب ارتباط بین الشرط و الہیہ لیس الزمان لما فیہ ہوتا ہو اور گاہے  
 کا مطلقا کوئی نہ ہوتا ہو۔ اس مخالفہ کو بڑا دہوکا ہوا کہ تو اور ان کو مغوی نہیں سمجھا  
 اور نہ اب تک اس فرق و المخرق کو اور ان کی سمجھی ہیں۔ تقویت الایمان والا کہتا ہو کہ اگر چاہے  
 تو اس کا رد الواد یہ معنون کر ہیں۔ اور سبب استقبال ہوتا ہو اور شکوکات ممکنات  
 داخل ہوتا ہو بخلاف اس کے کہ وہ سبب ماضی ہی تھا جو اور متغایہ داخل ہوتا ہو۔ ان آیات  
 سے تقویت الایمان کی سیاحتی کہی نہیں ڈہلگی۔ اور مخالف نے وجوہ اسے تقریر  
 دلیل عقلی کے اپنی حذیر میں تحقیقی جواب یہ لکھا جو قولہ ایسا ہرگز نہیں جائز ہے  
 صاحبنا سمجھتے ہیں کہ جو معلوم ہے وہی مقدم ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ ایسی ہی معلوم  
 پر قادر ہے جو محال عقلی نہیں۔ اور ایسے محال کہ متغیہ بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکو  
 محال شرعی بھی کہتے ہیں۔ اور اسکی تین مثالیں ہیں جنہن سے ایک امکان وجود محمد  
 صلیو کا بھی ہے گذر چکین ہیں یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ عدم وجود شل محمد صلیو  
 کے بیان سے ثابت ہوا جو ورنہ عقل کے نزدیک اللہ کی قدرت میں داخل ہے

اور محال ہے جو عقل کے نزدیک ممکن نہیں اور اسے مستبعد بالذات کہتے ہیں اور یہ قدرت  
 میں داخل نہیں۔ اور اسکی مثال اللہ کا شریک ہے اہل الجواب ہندی شعور و فطرت  
 ہے کہ اس مخالف کے کلمات کفر کے نائید میں بہت کفریات لکھی۔ نعوذ باللہ خدا کو  
 جابل قرار دیا کہ اسکو ایسا نامعلوم معلوم تھا جو اتنا نہ سمجھا کہ خدا اتنا کونسا معلوم ہے اور کونسا معلوم  
 ہے کہ اس نامعلوم پر قادر ہے اور مقدور تو ممکن تھا جو ایسا کون ممکن ہے کہ جو خدائیتا کون  
 نہیں۔ باین ریش ریش۔ یہ کہنا عقل دینے نہایت بعید ہے۔ اور آیات مذکورہ صمد  
 بدلو جو اسکو زعم میں تمسک اس تجویز کے ہیں سو انکا حال سابقا لذہبکا ہے کہ وہ  
 لو مستبعد بالذات ہوتا ہے۔ اور محال عقلی اور خلاف معلوم باتینکا غیر مقدور و محال  
 اہل سنت کا مذہب ہے سلف مخالف سہی پر تحقیق۔ بلکہ بعض علم کے مقدور سے عام ہے  
 ہیں۔ یہ مخالف طوطی صفت گینگوئید و لمبی و اندان باتوں سے معلوم ہوا کہ یہ شخص کلمہ  
 طیبہ کہتے ہیں نہیں جانتا جسکی خدائیتا کے کو جابل قرار دیا وہ نادان اللہ کے لئے  
 مسکے جو کہ اللہ نام جو وہ طو ذوات مستحب جمیع کمالات کے۔ جب اللہ تعالیٰ قہم لئے پہل  
 قائل ہوا تو وہ ذات جامع کمالات کہاں رہی۔ کیا کمالات ہیں ایسی چیزیں ہیں کہ جو  
 خدا تعالیٰ نہیں جانتا جیسے کمالات اسکی علم میں ہوئی تو قدرت انکو کس طرح  
 ہوگی۔ کیا خدا تعالیٰ ہر نزدیک کسی مقام مظلم میں ہے کہ مقدور ذات کو ٹوٹل۔ ہا جو کوئی  
 اور کوئی نامعلوم ہے تضرع اللہ من ذہم العباد یہ ہے۔ معلوم ہوا کہ عید لوگ شل عبد اللہ  
 بن سبا کو ظاہر اسلام ظاہر کر کے دہرہ اسلام کی تحریب میں کبرتہ ہیں۔ ہنگامی کوشش  
 یا طغی کا نتیجہ ہوا کہ وہ اقصیٰ و ذوالیہ کی طرہ میں اسلام ضعیف ہوئی۔ اور اسلام کی  
 طاقت کو ضعیف کر دیا۔ شک کا مقام ہے کہ اس مخالف نے تسلیم کر لیا کہ محال عقلی خدا  
 از مقدور جو سنو پہلی بیان ہو چکا ہے کہ اہل سنت کو نزدیک خلاف معلوم ہوا  
 محال ہوا اہل سنت کی مراد محال عقلی و شرعی ہے نہ محال شرعی قطعاً تا وہ مسلم الظن



جو کہ محال قطع محال شرعی ہو جو۔ اب بیان ہوتا عقلی نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 گوش ہوش ہوئے۔ وہ تقریر ہے۔ ثبات متنازع نبی کریم صلعم جو شہار میں دین  
 بعض ہے انہام عوام سے جو وہ اس عاقل و لائل عقلی و عقلی بہت میں اور یہ مسئلہ آج  
 کا جو بلکہ ساتھ بہت تقویت ایمان کے و حلی آتی ہے متنع بالذات اور محال عقلی  
 شریک باری میں نہیں بلکہ متغایات بالذات والذات باری و ولد باری اور جماع قیضین  
 اور چل باری و کذب باری اور حجاج باری اور نظیر نبی کریم صلعم اور نقد و مبادی  
 اعداد و غیرہ ہیں۔ مقصد کی تقریر مخالف نہیں سبباً مطلب ہے کہ جب راج  
 از علم ہر ممکنات کو طرح پر ایسا کہ کل اہل سنت کا اس پر اتفاق ہو۔ اور جو الہ  
 نظیر کبر و تیشا پوری بذیل اہل شیطانیہ کے تحریر ہو چکا ہے۔ اس میں اہل شرعی  
 سے متنع عقلی معلوم ہو گیا اور یہ دلیل شرعی جامع دلائل عقلیہ کو بھی ہے اگر یہی  
 بطور فلاسفہ کیجا دی۔ تو سب پر عیان ہو چکا کہ اس میں کیا کیا امور مشورہ تھے معتبر  
 خالی از حکمت کو خارج از نقد و کہتے ہیں۔ اور اہل سنت خلاف معلوم باری کو غیر معتبر  
 کہتے ہیں فلاسفہ و غیرہ کا قاعدہ ہو کہ علم مطابق معلوم کے ہوتا ہے علم باری میں ممکنات  
 معلوم و حاضر ہیں اور یہی حاضر ہوتے ہو جب خدایا ایک ذات کو فتنی سلسلہ سائنس  
 قرار دیا تو یہ وجود و وجودی اس فتنی سلسلہ کو دوسرے شخص فتنی اس سلسلہ خاص کے طرح  
 ہو سکتا ہے اور عقل کیسے تجویز کر سکتی ہے مثلاً سلسلہ اعداد کا مبداء واحد اب عقل  
 کی عقل کی تجویز نہیں کر سکتی سو اعداد کے دوسرے مبداء اس سلسلہ خاص  
 کا ہو بلکہ یہ متنع ہے کیونکہ دوسرے مبداء مساوی نقیض واحد کا ہے۔ ایک شے کی  
 بدلتی ہو اسکی نقیض یا مساوی نقیض کا وجود متنع بالذات ہو کیونکہ جماع نقیضین  
 متنع بالذات و محال عقلی ہے اور نیز حضرت صلعم حسب نحو ائمہ حدیث شریف  
 اول باخلق اللہ نورس و اول باخلق اللہ عقل کے معقول اول واجب الوجود کی اور

مبادی سلسلہ کائنات کو ہیں اور واجب الوجود عن العقل بسیط ذہنا و غار جہاں اور  
 قاضیہ مقررہ فلاسفہ کا ہے کہ الواحد لا یقسم عند اللہ و احد اور معلول اول واجب الوجود  
 کا اول ہے اب باوجود عقل اول کے صدور نظر عقل اول اس بات بسیط حقیقی سے  
 اگر جہت سے ہو چھتے عقل اول صادر ہوا ہو تو نظیر عدل معلول اول  
 و عقل اول کی ہو دیگی۔ اور اگر دوسری جہت سے صادر ہوا ہو تو ترکیب واجب الوجود  
 کے لازم آویگی اور ترکیب مستلزم امکان خاص کو ہوتی ہے یہ کیف صدور نظیر  
 عقل اول محال ہے۔ تاہم بطور شک و شبہ کے دو سکر طور ثبات کر چکے ہیں مقام  
 مندرجہ الاقدام ہے کہ امتناع بالذات اور بالغیر میں تفرقہ مشکل ہوتا ہے تو گوئی  
 خداست میں پڑنے میں شریک الباری کے فرض کرنے سے بھی یہی قیاحت لازم  
 آتی ہے کہ واجب الوجود کی ترکیب قاضی لازم آتی ہو اور صدور نظیر عقل اول سے  
 یہی ترکیب ذاتی واجب الوجود کی لازم آتی ہے پس جیسا وہ محال عقلی ہو گیا ہے  
 یہ محال عقلی ہے امتناع شریک الباری بھی یہی تقریر ہے کہ اگر شریک الباری  
 وجود ہو تو باہین واجب الوجود و شریک الباری مابہ الاشتراک ضرور ہوگا۔  
 اور چہاں مابہ الاشتراک ہو تو وہاں مابہ الامتیاز کا ہونا بھی واجب ہے لایکل  
 جنس میں فصل میں ترکیب واجب بسیط کے جو مساوی امکان خاص لازم آویگی  
 اور یہ محال ہے کیونکہ انقلاب مابہات کل عن کلینجہ منسرح ثابت ہو کہ نظیری  
 کریم صلعم خواہ باعتبار جدا کائنات کی اعتبار کیا ہو یا باعتبار منتہی سلسلہ  
 مساوات کو ہر تقدیر یہ مبادی و منتہی منحصر و واحد میں ہر تعدد  
 شخص کا محال عقلی ہے شرا میں یہ کہ اگر تجویز تعدد و مبادی خاص منتہی  
 خاص کی کیا ہو تو اجتماع نقیضین فی محل واحد لازم آوے گا۔ اور مخالف  
 نے متنع بالغیر کی تین تئیں دین ایک وجود نظیری کریم صلعم جسکا عا



جبکہ حال سابق معلوم ہو کہ نشان مطابق مثل یہ کہ نہیں دو تمثیل یہ کہ قولہ اللہ  
 جل شانہ سبھی انبیاء اولیاء کا عذاب آخری میں گرجا کرنا عقل کے نزدیک  
 نہیں اور سبب نیازی قدرت میں اعلیٰ ہے ورنہ عذاب میں ایسا اسپر شاید کہ گرجا کرنا  
 قہر کندہ انبیاء پر چھٹا مقرر است۔ مگر دلیل شرعی نے بتلادیا کہ یہ حضرات سبھی  
 جنتی ہیں (تیسری تمثیل) ایسا ہی فرعون و شداد اور عمرو حبیبی جو یقینی کافر  
 ہیں انکو داخل جنت کر دینا عقل کے نزدیک ممکن ہے اور اللہ جل شانہ کی قدرت میں  
 داخل و یغفر لمن یشاء اسپر شاید کہ پر وہ اللہ کو ہر وارہ کا شفیق امید مقرر  
 است۔ مگر دلیل شرعی نے بتلادیا کہ یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہے اور کبھی نجات نہ  
 نہ پاویں لہذا قطعاً الجواب داد کہ عقل عقل چکنی اس کہ بیش مردان بیاید  
 وہ ہی وہ ذات واجب الوجود جامع کمالات کو جو حکم و عوام حکم الحاکمین سے  
 ایسا تصور کرنا کہ کافر نبی اس کے نزدیک برابر ہو جاوین اور وصف کفر و ایمان  
 وہ یکساں کر دے اور اسما و ذاتیہ کا مقتضی متخالف ہو جاوے یا ذات باری تعالیٰ ان  
 ذاتیہ و صفاتیہ سے مجر و مشصو ہو۔ یہ بات کسی عقل تجویز نہیں کر سکتے ہے  
 اللہ تعالیٰ فرمایا یٰٰمُؤْمِنُوں اَلْقَوْلَ الَّذِیْ فِیْهِ وَمَا اَنَّا بِظَنّٰکُمْ فِیْہِ لِلْعِیْبِ <sup>ظلم و غصب</sup>  
 کا آم کفر و اسلام کو جو مظہر حال و جہاں میں کو مساوی تصور کر سکتا ہے یہاں ہی  
 بات اجتماع نقیضین کی لازم آئی ہے کہ متنع بالذات ہو اور محال عقلی جو مقدمہ  
 سے خارج ہے فرمایا اللہ تعالیٰ اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِاللہِ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ  
 ذٰلِکَ لِمَنۢ یَّشَآءُ یَغْفِرُ اللہُ تَعَالٰی شَرکَ کو نہیں بخشتا اور ما سوا شَرکَ کو حسب رجا  
 بخش دے۔ یہ خبر وہ عہدہ اللہ تعالیٰ کے کہ اگر مخالف ہو تو کذب و غف ہا رہی تم کا  
 لازم آوے گا اور یہی وہ موقع ہیں اور تبیح و عیب خداوند اکبر پر نکالنا محال ہے پس  
 بخشا کفار کا محال ہے اور عذاب انبیاء کا متنع اور مخالف نے حاشیہ یہ قول راہی





قول نقل کر دیا ہے اسناد الزاویۃ قالوا او یہ مخالف کیا خود اس آدمی کے قول کو ضمیر لکھا ہے  
 علم بنایا مخرج ضمیر قالوا کا معترضہ لوگ ہیں دیکھو اول تفسیر کبیر بذیل  
 آیت زکھرا لہم تین دفعہ لکھا ہے کہ اہل سنت و معتزلہ میں یہ تنازع ہو کہ خلاف  
 معلوم خارج از مقدمہ یا خلاف حکمت خارج ہر اول کے اہل سنت قائل ہیں اور دوم  
 کے معتزلہ اور ولایک معترضہ کو آیات میں اور اہل سنت کی یہی آیات جس سے کینہی ہو  
 کیا کبیر والہ اسکا قول اس کے ذیل میں لکھا ہے یا ہر خدا علیہ السلام علی خلقہم وحی مبعوثہم  
 علی البصائر عشاء کا مضمون اس فقرہ مختصر پر صادق آتا ہے۔ یہ معتزلہ انما  
 نہیں سمجھتے کہ لو عقائد پر داخل ہوا ہے نہ کہ ممکنات اور اوستہا کے معنی یہ ہیں کہ اگر  
 یہ مشیت ممکن ہوئی تو ہم ہر گاہ میں تدبیر بھی ہو سکتی ہے تو ناممکن ہے۔ شکی مصدہر  
 مبعوثہم مفعول شخص سے مشیت لگو وہ شکی ہے جس سے مشیت متعلق نہ ہوئی ہو وہ ممکن  
 نہیں۔ اور معترضہ شکی کو عام لیتی ہیں لیکن وجہ عموم کی مخدوش فیہ ہے اور مخالف  
 نے در جواب اس فقرہ مختصر کے دہیہ فقرہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہم آیت اور حدیث  
 جلتی ہیں۔ لازم ہے ہر فقرہ مذکورہ تقویت الایمان پر ایک ایک آیت یا حدیث  
 مطابق ان فقرات کے لایں ہم لکھا ہے کہ قولہ شکر ہے اللہ کا کہ ہر ایک لازم  
 کا جواب آیات و احادیث صحیحہ سے جیسا مانگا اور سبحانہ و تعالیٰ کی بارہ سی سو دیا  
 ادا ہوا الجواب سبحان اللہ کی آیت و حدیث کے مطابق جواب دینو کہ بیشک  
 الزامونکو سمجھے ہی نہیں۔ چھاروا لے فقرہ کے مطابق کوئی آیت یا حدیث  
 لائے جسکا ٹیک ٹیک ترجمہ یہ ہو کہ ہر مخلوق کیا چاہو اللہ کی شان آگے مہیا رہی  
 ذیل ہے۔ اسکو جواب میں لکھا ہے لا تقربوا فی الاذن و لا فی الاذن و لا فی الاذن  
 لکھا ہے۔ سنو اول آیت سو حکمت ثابت ہو اور ثانی سے عدم مساوات یعنی سب مخلوق  
 کا نام ہے۔ اور خدا جیسا کوئی نہیں۔ ان سے یہ بات کہان لکھو کہ ہر مخلوق کیا بڑا

کیا ہو گا چھوٹا ہو بھی ذلیل ہو۔ آیات محکومات کے مقابل میں یہ دو آیتیں پرکھ کر اور  
 بالارسی لکھ کر دعویٰ اسلام کرتے ہیں جو اس مخالف نے معنون اور آیت نہ کو کہ  
 انہو خیال میں گہرے میں انکوود اللہ العزیز و لرسولہ و للمؤمنین کے مقابل کر و اور ان  
 اگر کہم عند اللہ لثقتکم کے معارض بناؤں علی نہا اقیاس جتنی آیات و احادیث  
 است تبار و معصام قادیان میں انکو سامنے لا دیا گیا کوئی قابل جنگ و سیاہ و سفید کی تمیز  
 ہے یہ باور کریں کہ آیات اکرام و اعزاز نبی کریم کی ہوتے ہوئے کوئی ذی شعور ان  
 دو آیت نہ کو جو یہ مطلب نکالے گا جو اس مخالف نے کہا اس کا پاس ہو۔ طریقہ یہ کہ  
 آیت فاجتنبوا الرجس من الاخوان کا لکھ کر انبیاء اولیاء و ملائکہ کو دفع کا  
 آیت میں بتا دیا جنکی شان میں اس مخالف نے یہ کلمات کہے ہیں جو حق پادشہ  
 میں اسکی بجائے دستغفور و اللہ میں کے بخون لکھا فرس کا معنون اور اگر سے  
 میں۔ اب تک کسی لاندہ سے معترض و مشتہر معصام و ایکنہ اعتراض کا جواب نہ آیا  
 قطعیہ کی سلامتی جواب کیا ہے لا وہین نہ امت کا عرق قیامت تک مکی شیشانی سر شینا  
 نے کہا۔ اور انہی (الحمد للہ رب العالمین) کے لئے کہ انکو فلا تفسدوا کا نعرہ مارتے رہیں گے  
 آیت کا شریں سول اللہ کو ساتھ کوئی رستہ نہ بناؤ اور اس فلا کو دوست نہ بنائے کہ  
 جانب میں عزت انبیاء کرام اور دوسری جانب تقویت الایمان والاان و نوران  
 کی محبت دل میں منن کر لیں اور آیات کرام کے ہوتے ہوئے پہر ہی پاسدار ہی مخالف  
 نبی کریم کے نہ چھوٹے تو چائے افسوس ہو دعویٰ اس فرقہ کا یہ ہو کہ متبع حدیث میں  
 اور تقلید میں ایسے مشرک ہیں اور خود تقلید اس موجب دین جدید یعنی تقویت الاسلام  
 والے کی مخالف آیات و احادیث اور عقل کے انہو ذمہ فرض جاتے ہیں بے لایہ تو یہ  
 کہ اسکی تقلید اعتقاد یا غیر میں کس آیت و حدیث سے ثابت ہوتی ہے صرف اتنا  
 کہنا یا دہر کہ حاجی و غازی ہے۔ پس ایسے کرام مجتہدین نہ لایہ رجب و الوان کے منافی



کو بالآخر طاق السیاق کہہ دینا اور ایسی مخالفت نہی کی تاہم اسی بلا دلیل اختیار کرنے  
 کو سوکھ جنون کے کیا کہا جاوے گا اور مخالفت نے آئین کو مسئلہ میں نگہا ہے کہ قولہ  
 اللہ جل جلالہ جب تک آمین کا دعا ہو نا اور ہر دعا میں انشاء آیت نہ کرین تب تک مخالفت  
 مابتہ والے سے پکارنے آئین کے ان آیات سے ثابت نہیں ہوگی۔ الجواب آمین  
 کا دعا ہو نا اجلی یہ بیہیات سے ہے کوئی وجہ نہ ہو نا ہی نہیں کہہ سکتا کہ  
 آمین دعا نہیں۔ یہ اس فقرہ کا شعور ہے کہ اقوال مذکور ہیں جسے تخصیص  
 آمین کے مقتضی کے ساتھ ساتھ نہ نکلتی ہے۔ یا وحدیث جنس آمین کا معنی خاتم ہو نا  
 دعا کا نکلنا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آمین دعا ہی نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ خاتم  
 کو یہ لوگ مخالف شیعہ کے جانتے ہیں پس خاتم النیین میں حضرت صلیم کو سلسلہ  
 رسالت سے خارج تصور کرین کہ جہاں تفاسیر میں آمین کے معنی استعجاب یا افضل کے لکھے  
 ہیں۔ صیغہ امر کا جب اولیٰ و اعلیٰ کے ساتھ بولتا ہے تو سارے علماء اسکو دعا کہتے  
 ہیں۔ آمین اسم فعل ہے لفظ ام کا ہر اور معنی امر کے ہیں۔ علم کچھ اور عوسے جیہ  
 دانی اور حق کہ خاتمہ عند الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ دعا ہے پیر میں نازل ہوا  
 بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ الجواب سورہ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں بطور وجوب کے ہے  
 اور سورہ قمرانی بطور وجوب کے مساوی قرات فرض کے ہوتی ہے۔ فرق واجب و  
 فرض میں عند الحنفیہ کرام صرف اعتقاد کا ہے کہ واجب منکر کا فرض نہیں اور فرض کا  
 منکر کا فرض ہوتا ہے اور دلیل واجب کے قطعی نہیں ہوتی مگر عمل میں برابر فرض کے ہوتا  
 ہے۔ پس اول دو رکعت میں قرات فاتحہ بطور وجوب کے مشاغل آیات قرآنی کی  
 ہی۔ اگر سہوا نمازی قرات آیات کو بہول جاوے تو سورہ فاتحہ قائم مقام فرض  
 کے ہو جاتی ہے۔ اور باقی رکعتوں میں بطور استحباب کے ہو سو مان آواز سے نہیں  
 جاتی۔ پس فاتحہ میں جب تک ایک قرات دوم دعائیت جہت قرآنیت سے مشاغل

فرض قرأت کی پڑھنی واجب ہے۔ اور اخیر کثرت میں صرف دعائیت کو طوطا  
 پڑھنی جاتی ہے۔ سو وہ ان افتخار واجب ہے۔ چونکہ اس فرقہ سے ادعوا رکھ کر غرض غرض  
 کے جواب میں کچھ نہیں پڑا تو یہ کہہ دیا کہ آمین دعا ہی نہیں حضرت ابن عباس رضی  
 عنہما مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے آیت قرآنیہ  
 افعل لعلی کر۔ اور دوسری میں استجب یعنی قبول کر۔ کہا غلط ہے۔ دعا واجب استجب  
 وقرآن وغیرہ قرآن میں تفرقہ کر نیکی و اسطو فرمایا ہے کہ دعا غیر قرآنی قرآن کی  
 مثال نہیں چاہیے۔ اگر آیت باند آواز سے پڑھی جائے گی تو تمیز بین القرآن وغیرہ  
 القرآن دشوار ہوگی۔ محمد حسین ثمالوی لاہوری کی تقریر لکھنؤ سے کیا مطلب کیا۔  
 اوسنو لکھا کہ قولہ خفی لوگ و حقیقت قول امام کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں اور  
 اور انکو غم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم سے اچھا جائے ہیں اب میں وہ اسطو تصدیق  
 دعویٰ کی ایک مثال میں یہ ثابت ہو کہ قاعدہ انکا محض انکا۔ کو اثر ہے اور  
 حقیقت میں وہ اسکو باند نہیں ذکر کرتا ہوں مسئلہ جمعہ میں قرآن یوں پڑھا  
 اَوْذَىٰ بِمَا صَلَّوْا مِنْ يَوْمٍ يُبْعَثُونَ وَذَكَرَ اللَّهُ وَذَكَرَ الْبَيْتِ وَذَكَرَ الْبَيْتِ وَذَكَرَ الْبَيْتِ  
 کہ جمعہ کیو اسطو بادشاہ یا شہر یا بازار میں کچھ شہر نہیں پڑھتے یہ خفیہ اس آیت  
 کو نہیں مانتے اور سکا و مقابلہ قول ایک صحابی کی بیکہ بقول ایک عالم مذہبی  
 جسکا قول بالاتفاق محبت نہیں ترک کر رہی ہیں۔ الجواب اس بارے  
 کو آیت کو متعصاف صاف صاف سمجھ میں نہیں آئی اگرچہ آتا جانتا کہ وہ  
 البیوع حکم کی پیشین گوئی اور بعد آیت کو قیاد انصاف انصاف انصاف انصاف انصاف  
 مِنْ فَضْلِ اللَّهِ کیا کچھ ندا سے رہی اور وجود میر کا اور بعد آیت  
 جمعہ کے طلب تجارت کہاں ہوتی ہے سو بازاروں اور امیروں  
 یہ بات عربستان میں ممکن ہے نہیں تو یہ نہ لکھتا اور اس آیت شیر لغہ



پرست صلح و صلح کرانم و خلفائے راشدین نے کس طرح عمل کیا تھا اور اقامت  
جمعہ چوٹی چوٹی تقریبات میں کشتی کی تار اور تمسک شافعیہ کا صرف قیہ جو انا ہے  
کہ بعد ان حضرت صلح کے اقامت جمعہ کو وقت ہوئی تھی شافعیہ کہتے ہیں کہ جو انا کا تھا اور  
خلفیہ کہتے ہیں کہ قلعہ تھا اور وہاں حاکم و امیر بھی تھا جو ہری نے لکھا ہے جو انا حصار  
کا نام ہے۔ بحرین میں ابو یوسف و یحییٰ بن یحییٰ شافعیہ اور شہر کو قریہ یونان میں جیسا کہ  
افرخنا من نداء الفریقۃ الظالم الیہا میں ہے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جہاں جو انا کا  
شہر یونان نماز جمعہ کی پڑھو اور حضرت علیؓ نے فرمایا لا جمعہ ولا تشریح ولا صلوة  
فطر ولا فسخی الا فی مصر جامع او مدینہ عظیمہ۔ اس حدیث کو امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ  
نے کتاب الاطعمین میں مستخرج الی البیہ صلیح بیان کیا ہے۔ اور اگر بالفرض یہ  
حدیث موقوف پر علیؓ ہو تو بھی مثل مرفوع کے ہو کیونکہ جن احادیث کا مضمون صحیح  
ہو وہ مرفوع کو حکم میں ہوتی ہیں۔ اور اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف  
میں اور بیہقی نے معرفت میں ذکر کیا ہے۔ بھلا مقابل حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ کے  
کون سی حدیث ہے جہاں اقامت جمعہ چوٹی چوٹی ہوئے گا تو میں بلور خود بلا امام  
نہ کو رچھہ شافعی لاہوری آیت **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا الْأَمْرَ**  
سورہ دہر چلا گیا اور سنو اسکے معنی انہی تین ہیں اور اور ذوقہ الی اللہ  
**لَعَلَّ الدَّانِیَ وَالدَّٰخِلِیْنَ یَسْمَعُوْا** یعنی اگر دوسرے رسول نہ کیطرت کر کے لو اسکو دوسرے لوگ  
جانتے جو اس مسئلہ کو تسلط کرتے ہیں۔ کا مخالف ہو اسکی جے کلمات کو خفیہ کے  
سامنے کہیں بھی دوسرے نہیں جو مخالف ہو کلمہ۔ قولہ **یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا** کہ مجھے حلال ہے  
حدیث میں آچکا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میری امت پر وہ مرد  
حلال ہیں ایک مجھے دو مکرہ سی اور دوسرا جو کہ دونوں میں مجھے نہ مکرہ سی  
ہیں کیونکہ قرآن کی چند آیتوں میں مردار کی حرمت بیان ہے الجواب

سبحان اللہ اعتراض کرنا کسی سے سیکھتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اور اس فرقہ کی رسوا  
کا باعث نہوتی حدیث مشہورہ خبر احادیث میں فرقہ نہ سمجھو اور قاعدہ اصول کا  
کہ حدیث مشہورہ مخصوص آیت کی ہوتی ہے۔ نہ خبر احاد۔ حدیث اصل کی  
تین تین والد ان المالکین فاسمک والجر او واما الدیان فالکید والطال کو  
ابن ماجہ عبد اللہ بن عمر سے اور شافعی عبد بن حمید نے اور ابن جابر نے اور دار  
اور ابن مردودہ نے اور بہت محدثین نے روایت کیا ہو۔ پس یہ حدیث مشہورہ  
ہو مؤید بالا جماع اور ایسی حدیث مخصوص آیت شریف کی ہوتی ہو اور برخلاف  
اس حدیث کو کوئی حدیث نہیں۔ برخلاف احادیث چہر آئین کے  
کہ اخبار اجاو ہیں۔ اور باہم متعارض احادیث اخبار آئین کی بھی بہت ہیں  
بیساکہ آدھے گا اور مچلی کی علت علاوہ اس حدیث مشہورہ بالا جماع  
کے خود دوسری آیت مسوچی ثابت ہوتی ہو فیما یؤکلون لعلہا طیر یا میں  
صراحت اور میتہ واقع فی القرآن مخصوص بحیوانات و موویہ ہو کہ بقرہ دم و خوم  
میتہ شیعہ کا نام ہے جسکو ذبح کرتے ہیں اور اسمیں خون جاری ہوتا ہے  
بخلاف مچلے کے کہ ان معنی سے میتہ ہی نہیں اور حدیث شریف میں صرف باعتبار  
ظاہر کے اسکو میتہ فرمایا۔ اور علت مچلی کو متفق علیہ چہرہ کی جو اور ایسی حدیث  
چہر آئین کی کون سی ہو بلکہ جو حدیثیں مخالف نے بیان کی ہیں اسمیں بعض  
احادیث میں تو رفع صورت ہی نہیں اور بعض احادیث میں رفع صوت غیر  
متصریح اور محارفت ہیں قولہ عن وائل بن حجر قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم لا الصالحین قال آمین و رفع بها صوته رواہ ابو داؤد و دوسری  
عن علی بن محمد رسول اللہ صلعم او قال ولا الصالحین قال آمین  
آمین ماجہ چوتھی عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلعم او ارفع من قبراة



اہم القرآن رفع صوتہ وقال آمین وادار قطنی الجواب پہلے حدیث مبارکہ سے  
 ساتھ حدیث واصل کے جسکو ترمذی نے عن شعبہ عن سنان بن کثیر عن جابر بن  
 انیس عن وائل عن ابیہ روایت کیا ہے وقال فیہ وخفض یہا صوتہ اور شعبہ  
 حدیث میں امیر المؤمنین ہے اور ویکر او یون روایت اسے ہے اور وادار قطنی نے وائل  
 بن حجر سے روایت کی ہے صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحجۃ عین قال غیر المفضول  
 علیہم ولا انفالین - قال آمین وادار قطنی نے اور دوسری تفسیر سے حدیث میں  
 جہر ثابت نہیں ہوتا - فقط سماع آمین احیاناً مذکور ہے اور حدیث چارم میں استمرار  
 و دوام ثابت نہیں - ثانیہ الامور احادیث باہم متعارض ہیں جن احادیث کی یہ  
 آیات قرآنی ہوں اور اسی انکی بھی تفسیر میں انکے مقابلہ و احادیث کے مخالف  
 آیات قرآنی بھی ہوں ورنہ انھیں اثبات و عار کیوں سناؤں صریح بھی ہوں  
 تو معارض کہ طرح ہو سکتی ہیں مسئلہ میں ترجیح جانب خفیہ و اخفاء آمین  
 کو ہے - اور قاعدہ ہے کہ احادیث متعارض میں حل الاصل کہتی ہیں - اور  
 اصل میں ظاہر ہے اور احادیث جہر آمین و اللہ ان میں جہر صرف بہ تعلیم ہے  
 کہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ اس سکتہ میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے - واضح ہو کہ  
 خفیہ کا اتباع امام عظیم علیہ الرحمۃ میں اتباع احادیث و کتاب اللہ کا ہے اور  
 لا مذہب فی القرآن شریف اور احادیث کے مخالفان میں اور ایک فتویٰ ہے آیات  
 و احادیث مستفیضت الایمان کہ نماز میں اخیر کتاب لکھا ہوا اسکا حال سنتی یعنی  
 سو اویں ... اللہ و صاحب رحمہ و یغفر لہ جہر یا خفیہ میں فرمایا کہ کتاب نفیست  
 الایمان کہ نظر اجمالی ہو دیکھا با عقبار اصول اصل مقصود کہ بہت خوب ہے و دیکھو سنتی  
 صاحب مرقوم کہ کسی سنائی کہ نوائد تہذیب الایمان کو مستثنیٰ کر کے اصول  
 و اصل مقصود کو اچھا فرمایا اصل تو آیات و احادیث میں سنا کہ فرمایا کہ نوائد

کتاب میں ہیں سو انکی بابت کچھ نہ کہاں سکوت کی دوسرے فقرہ میں جو رسولی تمھیل  
گو ایسا دیکھا کہ کچھ کسیکو ایسا نہ دیکھا (اس میں سلام کی تصدیق نہیں نکلتی سوال  
اسلام کا تعابید فقرہ ذو معانی ہے یعنی ایسا مختلج اور مفرق بین المسلمین و مشرکین  
نہ الدین دوسرا نہیں دیکھا۔ اور یہ فقرہ (یہ لوگ انہیں نہیں کہ جبکہ حقیق  
سبحانہ تعالیٰ ہر وقت کہ اُمّہ یکتا ہوں) موسیٰ بات اس طرح ہے کہ خاندان  
اسکا تو شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب و شاہ عبدالقادر صاحب  
یہی انکی خوبی میں کہ یکو کلام نہیں۔ فی الواقع یہ حضرات ایسی ہی تھے اور یہ فقرہ  
(جو انکو کافر اور گمراہ کہو وہ آپ گمراہ ہی فقط) انکو راجع کیونکہ کورن فی الایہ ہو اور  
مصدق مذکورین نے الایت کا خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب جو انکو برکتی والا  
آپ براہوتامی۔ اور دلوئی قطب الدین خان صاحب اسوقت انہی تھے جن نے یہ  
جہ کے اس طریق سے اسباب کیے ہیں۔ پس اسوقت کی تحریر قابل تسلیم نہیں  
یہ فتوے اگر کسی علما سے دلی کا ہوتا تو خلاصہ حقیق الفتویٰ کا مقابل ہوتا  
نقطہ۔

از شایع البکار افکار نادرہ روزگار الاظہر الاشہر کالبدر الانور  
والنیر الاکبر موجد سخن معنی پرور مفتی غلام سرور سر آمد شعرائے  
لاصور حمزہ اللہ عن الجور والیور

یہ کیا بدر الدجہ انیس الضعیف  
سر ایدہ تحت خیر الوری ہے  
ہمیشہ کلمہ وصل علی ہے  
ہوئی شہر عطا طبع رسا ہے  
فیکل انیہ سینہ صفا ہے

یہ وہی ہے جس نے خلافت کلمہ کی  
لکھی جس میں ہر کلمہ خاص  
زمان پر دیکھتے سے جسکی جہاں  
غلام قادری کے ہیں مصنف  
نہیں جسکی طبیعت پر کد و صف



وہ دین مصطفیٰ کے پھلوان ہیں  
 شریعت اور طریقت اور حقیقت  
 وہ یکتا واعظ دین بنے ہیں  
 وہ بیشک مولوی مغوی ہیں  
 کیا حضرت نے ہی یہ نسخہ تحریر  
 ہے خوشخط اور سکا مثل خط گلزار  
 بھگوان کہ اب فضل خدا سے  
 بقدر جان و دل ہر اک مسلمان

عذوئے سے جگے پہاگتا ہے  
 جنہیں حاصل بالطف خدا ہے  
 کہ جسے ساتھ کام دوسرا ہے  
 کہ جسکے دلمین نور حق بھرا ہے  
 مہر پاول کی یہ دوا ہے  
 عبارت عمدہ اور مفہوم صفا ہے  
 بخوبی وہ رسالہ چھپ چکا ہے  
 خریداری کو حاضر ہو گیا ہے

کبھی ضرور کر بھی جا پائی تاریخ  
 کہ یہ شمس الضحیٰ اچھا چھپا ہے  
 (۱۳۰۰)

### ایضاً سلمہ ربہ

چار سو چھپ کر ہوا ہے جلوہ گر  
 ہو گیا بدر الدجے جس سے فحل  
 شیک سب دم و بار کہ چل دیے  
 پر لوان فلن اوج عذت پر رہے  
 شرق سے تا غرب و مشرق میل نور  
 ہو سلامت وہ بھی تادرتہ

واہ کیا اصل علی شمس الضحیٰ  
 لکھا شرمندہ ہو شمس الضحیٰ  
 جبکہ روشن ہو گیا شمس الضحیٰ  
 روز و شب صبح و شام شمس الضحیٰ  
 یا الھی ہو یا شمس الضحیٰ  
 جسے ہے ایسا لکھا شمس الضحیٰ

مصرور لاہور ہر سال طبع  
 بولا اچھا چھپ گیا شمس الضحیٰ  
 (۱۳۰۰)

از شراج انکار ز بدش حلیم نامدار مولوی محمد صاحب واعظ  
مسجد شاهی لاہور متخلص خلق سیرت اللہ الغفور

بجہ اللہ کہ ان ذات ستودہ	کہ گوئی فضل از میدان ربودہ
غلام قادر اور نام نامی مست	افادت را بجا الم و خردودہ
خصوصاً و رقص ایف تقاضا	کہ مردم را در فیضان کشودہ
ہزاران آفرین برائے او باد	کہ راہ مست از کج و انمودہ
ہمہ وقت شریفش کامیاب است	بشغل خیر چون صندل بسودہ
خلق از عمر سال طبع نسخہ	ز مصالحت شجر جبرئیلان شتودہ
ازین گنجینہ صد گیرندہ گوئی	عجب تہذیب تا قبا طبع بودہ

### اعلان

کل اہل اسلام خصوص خفیہ کرام کو بشارت ہو کہ رسالہ شمس الضحیٰ فی مدح خیر اکبر  
چھپ گیا اور کچھ خاصہ شوارق حدیثیہ ترجمہ بوارق محمدیہ کا نیز غیر روزین چھپ  
جاوے گا شمس الضحیٰ کا مضمون تو باریہ ناظرین کے اور شوارق میں ابتدائی حال اس  
فرقہ فترت کے کا تفصیل نفیوت تقویت الایمان والیکلی مذکور ہو جس سے اصل کیفیت  
اس فرقہ کی واضح ہوتی ہے پس جس صاحب کے بحال مذکورہ مطلوب ہو وہ غلط  
علم محمد امام مسجد باند بھائی دروازہ واقع لاہور طلبے ماویہ انشا اللہ تعالیٰ  
بشر شوق اہل محبت اس قسم کے رسائل سلسلہ اور چھپوے گا

انتخاب

کوئی شخص بلا اجازت مصنف کہ نہ چھاپے نہ حذرہ الفقیر غلام قادر علی غفر





[illegible]





